بعض الفاظ کے معانی اور اس اعتراض کا جواب کہ دو صحابہ کے لڑنے کی وجہ سے ہم لیلۃ القدر کی تعیین کے علم سے محروم ہو گئے

اس حدیث میں ''فتلاحی'' کا لفظ ہے' اس کا معنی ہے: ایک دوسرے سے لڑے اور جھگڑے۔

''التمسوھا'' لیلۃ القدر کو طلب کرو یا تلاش کرو۔

جو دو مسلمان لڑ رہے تھے' وہ حضرت عبد اللہ بن ابی حدرد اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما تھے' حضرت عبد اللہ نے حضرت کعب کا قرض دینا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃ القدر کی معین شب کی خبر دینے آئے' ان کے جھگڑے کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی' اس حدیث میں مسلمانوں کے لڑنے کی مذمت ہے' کیونکہ ان کے لڑنے کی وجہ سے مسلمان لیلۃ القدر کی تعیین کی خبر سے محروم ہو گئے' مگر اس وجہ سے ان صحابہ کو ملامت کرنا جائز نہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس تعیین کا علم نہ ہونا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے' کیونکہ اب تم لیلۃ القدر کی تلاش میں کئی راتوں میں جاگ کر عبادت کرو گے اور لیلۃ القدر کو تلاش کرو گے' دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر یہ علم ہوتا کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے' پھر اس رات کوئی شخص گناہ کرتا تو وہ زیادہ عذاب کا مستحق ہوتا' ایک اس گناہ کی وجہ سے' دوسرے لیلۃ القدر کا احترام پامال کرنے کی وجہ سے' اور جب یہ پتا نہ ہو کہ کون سی شب لیلۃ القدر ہے تو پھر وہ شخص صرف ایک عذاب کا مستحق ہو گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان کا لڑنا کیوں مذموم ہے' جب کہ حضرت کعب' حضرت عبد اللہ سے اپنا قرض طلب کر رہے تھے اور اپنا حق طلب کرنا مذموم نہیں ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو وہ مسجد میں لڑ رہے تھے' دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لڑ رہے تھے اور خصوصاً اس لیے کہ وہ رمضان کا مہینہ تھا' جس میں اللہ کے ذکر اور عبادت کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ دنیاوی معاملات میں مسجد میں آوازیں بلند کرنی چاہئیں' البتہ متوسط بلند آواز سے مسجد میں اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے لیکن گلا پھاڑ کر اور چلا چلا کر ذکر کرنا بھی مذموم ہے' اگر اعتدال کے ساتھ مسجد میں اپنا حق طلب کیا جائے تو وہ بھی جائز ہے' مگر ان کی آوازیں اعتدال سے زائد تھیں' تاہم اس وجہ سے صحابہ کو مطعون کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ صحابہ کرام کی خطائیں بھی تکمیل دین کا سبب ہیں' جن بعض صحابہ سے کبھی کبھار شراب نوشی چوری یا زنا کے افعال سرزد ہوئے اور انہوں نے ان افعال پر توبہ کر لی اور ان پر حد جاری ہوئی تو اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں حد جاری کرنے کا اُسوہ اور نمونہ متحقق ہوا' سو اسی طرح یہ معاملہ بھی ہے' اس لیے یہ نہ کہا جائے کہ ان صحابہ کے لڑنے کی وجہ سے ہم لیلۃ القدر کی برکت سے محروم ہو گئے' بلکہ یوں کہا جائے کہ ان کی برکت کی وجہ سے ہمیں جاگ کر عبادت کرنے کے لیے کئی راتیں مل گئیں۔

۳۷- بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ

حضرت جبریل کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان' اسلام' احسان اور علم قیامت کے متعلق سوال کرنا

اس باب میں اور باب سابق میں یہ مناسبت ہے کہ مؤمن کو اس کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور اس باب میں یہ بتایا ہے کہ کس چیز سے کوئی شخص مؤمن ہوتا ہے۔

وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. فَجَعَلَ

نیز امام بخاری نے کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت جبریل کو یہ اُمور بیان فرمانا' پھر آپ نے فرمایا: حضرت جبریل تم کو تمہارے

ذٰلِكَ كُلَّهٗ دِيْنًا، وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْاِيْمَانِ، وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ۸۵).

دین کی تعلیم دینے آئے تھے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام اُمور کو دین قرار دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد القیس کے وفد کو ایمان کے متعلق بتانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: "اور جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا" (آل عمران: ۸۵)۔

۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، قَالَ مَا الْاِسْلَامُ؟ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، قَالَ مَا الْاِحْسَانُ؟ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ، قَالَ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا، وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ، فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (لقمان: ۳۴) اَلْاٰيَةَ، ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ. فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

امام بخاری روایت کرتے ہیں، ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ابوحیان التیمی نے خبر دی، از ابوزرعہ از حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ کے پاس حضرت جبریل آئے، سو آپ سے پوچھا: ایمان کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے فرشتوں پر اور اللہ سے ملاقات پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لاؤ، انہوں نے پوچھا: اور اسلام کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو، انہوں نے پوچھا: احسان کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ اس کو تم دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اس کو نہ دیکھ سکو (تو یہ یقین رکھو) کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا: قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا: جس سے اس کا سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے اور میں تم کو عنقریب اس کی علامتوں کی خبر دوں گا، جب باندی سے اس کا مالک پیدا ہو اور جب سیاہ اونٹوں کو چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں بنائیں تو یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (ازخود) نہیں جانتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: "بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا (ازخود) علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور وہی (ازخود) جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کوئی شخص (ازخود) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص (ازخود) جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے

شک اللہ ہی بے حد جاننے والا خوب خبر دینے والا ہے O'' (لقمان: ۳۴) پھر حضرت جبریل پیٹھ پھیر کر چلے گئے' آپ نے فرمایا: ان کو واپس بلاؤ' تو صحابہ نے کسی چیز کو نہیں دیکھا' آپ نے فرمایا: یہ جبریل تھے' جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنَ الْاِيْمَانِ.

امام بخاری نے کہا: آپ نے ان تمام اُمور کو دین قرار دیا۔

[طرف الحدیث: ۴۷۷۷]

(سنن ابن ماجہ: ۶۴ـ ۴۰۴۴' یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے' اس کی تخریج یہ ہے: صحیح مسلم: ۸' سنن ابوداؤد: ۴۶۹۵' سنن ترمذی: ۲۶۱۰' سنن نسائی: ۴۹۹۰' سنن ابن ماجہ: ۶۳' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۱' سنن کبریٰ: ۳۳۱۰' سنن دارمی: ۱۷۰۰' مسند ابویعلیٰ: ۲۵۷' صحیح ابن خزیمہ: ۲۰۵۸' صحیح ابن حبان: ۱۷۳' حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۷۳' مسند احمد ج ۱ ص ۲۷ طبع قدیم' مسند احمد: ۱۹۲ ـ ج ۱ ص ۴۲۳' مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت)

حدیث مذکور کے رجال کا تعارف

(۱) مسدد بن مسرھد' ان کا تعارف ''باب یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ'' میں ہو چکا ہے (۲) اسماعیل بن ابراہیم' ان کا تعارف ''باب حب الرسول من الایمان'' میں ہو چکا ہے (۳) ابوحیان یحییٰ بن حیان تیمی' امام احمد بن عبداللہ نے کہا: یہ ثقہ' صالح اور صاحب سنت ہیں' ۱۴۵ ھ میں فوت ہو گئے تھے (۴) ابوزرعہ ھرم بن عمرو البجلی' ان کا تعارف ''باب الجہاد من الایمان'' میں ہو چکا ہے (۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' ان کا تعارف بھی ہو چکا ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۴۴۰)

''بارز' بعث' عبادۃ' احسان'' اور باندیوں سے مالک پیدا ہونے کے معانی

اس حدیث میں ''بارزًا'' کا لفظ ہے' یہ ''بروز'' سے بنا ہے' اس کا معنی ہے: ظہور۔

''بعث'' مُردوں کا قبر سے اٹھنا' اس کا معنی انبیاء کی بعثت بھی ہے' مگر یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

اللہ کی عبادت کرو' یعنی خضوع اور خشوع اور تذلل اور عجز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

''احسان'' اس کا مادہ حسن ہے اور اس کی ضد قبیح ہے' اس کا شرعی معنی یہ ہے کہ انسان اللہ کے ہر حکم کو اس کی شرائط اور آداب کے ساتھ بجالائے' اور جب بندہ کو اس پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے تو وہ بُرے کاموں کو ترک کرے گا اور صفات مذمومہ کو زائل کرے گا اور اپنے باطن کو پاک اور صاف کرے گا اور صفاتِ محمودہ سے متصف ہوگا' حتیٰ کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات منعکس ہوں گی۔

گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو' ورنہ یہ یقین رکھو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے: اس میں بندہ کو عبادت میں کامل اخلاص کی ترغیب دی ہے' کیونکہ انسان نیک لوگوں کے سامنے بُرے کام نہیں کرتا اور حکام کے سامنے قانون شکنی نہیں کرتا تو جس شخص کا اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت پر کامل ایمان ہوگا' وہ اپنی خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کامل طریقہ سے کرے گا۔

اور باندی سے مالک پیدا ہوگا: اس کا معنی یہ ہے کہ آخر زمانہ میں باندیاں بہ کثرت ہوں گی' حتیٰ کہ ایک شخص کسی باندی کو خریدے گا اور وہ درحقیقت اس کی ماں ہوگی' اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ اپنی ماؤں کی عزت اور احترام نہیں کریں گے

اور ان کے ساتھ وہ ایسی بدسلوکی کریں گے' جیسے وہ ان کی باندیاں ہوں۔

اور جب سیاہ اونٹوں کو چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں بنائیں گے: اس سے مقصود یہ خبر دینا ہے کہ آخر زمانہ میں حالات بدل جائیں گے' اور دیہاتیوں کا شہریوں پر غلبہ ہو جائے گا اور وہ اپنے زور اور غلبہ سے شہریوں کی املاک پر قابض ہو جائیں گے' اس کا اب مشاہدہ متحدہ عرب امارات میں ہو رہا ہے' جو صحرائی بادیہ نشین تھے' انہوں نے اونچے محلات بنا لیے اور قیمتی کاریں اور سامان عیش و عشرت ان کے تصرف میں ہے۔

یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے' جن کو اللہ کے سوا کوئی از خود نہیں جانتا: ان پانچ چیزوں سے مراد ہے: (۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) بندہ کل کیا کرے گا؟ (۵) بندہ کس زمین میں مرے گا؟

آیا علوم خمسہ نبی ﷺ کو عطا کیے گئے تھے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء غیر مقلدین کا نظریہ

متقدمین جمہور علماء اس کے قائل اور معتقد تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو علوم خمسہ عطا کیے گئے تھے' جیسا کہ ہم اس کے ثبوت میں ان شاء اللہ عنقریب واضح تصریحات پیش کریں گے اور متاخرین علماء میں سے غیر مقلدین اور دیو بندی علماء نے آپ کو علوم خمسہ عطا کیے جانے کا انکار کیا ہے:

مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان متوفی ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

(قیامت کے علاوہ) باقی چار باتیں یہ ہیں: ابر سے پانی برسے گا یا نہیں؟ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ کل کیا ہوگا؟ آدمی کہاں مرے گا؟ یہ باتیں حقیقی غیب کی ہیں' جن کا علم پیغمبروں کو بھی نہیں ہے۔ (الی قولہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جو کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب ان باتوں کو جانتے تھے' اس نے بڑا بہتان کیا۔ (تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۱۰' نعمانی کتب خانہ لاہور' ۱۹۹۰ء)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

ان پانچ علوم کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' پہلی تین چیزوں کے متعلق لقمان: ۳۴ میں فرمایا: "ان کا علم اللہ ہی کے پاس ہے"' کیونکہ ان کا علم بہت عظیم ہے اور باقی دو کے متعلق فرمایا: مخلوق کو ان کا علم نہیں ہے۔

اس نے متصل بغیر حوالہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کر کے لکھا: ان پانچ امور کو کوئی نہیں جانتا' نہ ملک مقرب نہ نبی مرسل۔ سو جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کو ان میں سے کسی چیز کا علم ہے' اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

(فتح البیان ج ۵ ص ۳۱۲' دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱۴۲۰ھ)

شیخ محمد عبد الرحمان بن عبد الرحیم مبارک پوری متوفی ۱۳۵۳ھ لکھتے ہیں:

نبی ﷺ نے فرمایا: جس سے علم قیامت کے متعلق سوال کیا گیا ہے' وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس کلام سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقوع قیامت میں دونوں کا علم برابر ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ وقوع قیامت کے عدم علم میں دونوں برابر ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وقوع قیامت کے علم کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے' جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۷ ص ۳۸۵' دار احیاء التراث العربی' بیروت' ۱۴۱۹ھ)

آیا علوم خمسہ نبی ﷺ کو عطا کیے گئے تھے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء دیو بند کا نظریہ

سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

نفی خمس اور علم غیب

فرمایا: مراد یہ ہے کہ وقتِ قیامت کا علم بھی ان ہی پانچ میں داخل ہے' پھر فرمایا کہ یہ پانچ چیزیں چونکہ امورِ تکوین سے متعلق ہیں' امورِ تشریع سے ان کا کوئی تعلق نہیں' اسی لیے انبیاء علیہم السلام کو ان کا علم نہیں دیا گیا' الا ماشاء اللہ' اور یہ بھی فرمایا: ''وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ'' ''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں' جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا'' کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تشریع ہی ہے' جس کے لیے علومِ شریعت موزوں ہیں' علومِ تکوین نہیں۔

علم غیب سے مراد

پھر علمِ غیب سے مراد اصول کا علم ہے' علمِ جزئیات نہیں ہے' جو اولیاء کرام کو بھی عطا ہوا ہے' کیونکہ علمِ جزئیات حقیقت میں علم ہی نہیں ہے' علم تو حقیقت میں وہی ہے' جس سے ایک نوع کے تمام افراد کا علم حاصل ہو جائے اور وہ علم اصولِ شئی ہی ہو سکتا ہے۔

اس کی مثال ایسی سمجھو کہ ہزاروں چیزیں یورپ سے بن کر آ رہی ہیں' ان کو ہم دیکھتے ہیں' پہچانتے ہیں' لیکن ہم ان کے اصول سے ناواقف ہیں' تو علمِ جزئیات بغیر علمِ کلی کے علم ہی کہلانے کا مستحق نہیں ہے' کسی چیز کا علمِ کلی اگر ہمیں حاصل ہو جائے تو ہم اس نوع کی تمام جزئیات پر مطلع اور ان کے حقائق سے باخبر ہو سکتے ہیں' اسی کو حضرت حق جل مجدہ نے مفاتح سے تعبیر کیا ہے۔

(انوار الباری ج ۳ ص ۱۷۵' ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان' ۱۴۲۵ھ)

دراصل یہ تقریر شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ نے ''صحیح بخاری'' کی عربی شرح میں کی ہے' دیکھئے: فیض الباری ج ۱ ص ۱۵۱' مطبع حجازی' قاہرہ' ۱۳۵۷ھ۔

پھر اسی تقریر کو شیخ سلیم اللہ خان نے زیادہ وضاحت سے لکھا ہے' وہ لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس آیت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے' احادیث میں ان کو ''مفاتیح الغیب'' فرمایا گیا ہے' جن کا علم کلی بجز اللہ کے کسی کو نہیں' فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوانِ عینیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہے' جن میں جملہ غیر متناہی مغیبات شامل ہیں۔

مغیبات اوّلاً دو قسم پر ہیں:

(۱) ان کا تعلق جنسِ احکام سے ہوگا (۲) یا جنسِ اکوان سے۔

جو مغیبات جنسِ احکام سے ہیں' اُن کا علمِ کلی اور اصولی بقدرِ ضرورت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز انبیاء سابقین کو دیا گیا تھا' اذکیاء امت نے ان کی تفصیل و تبویب کی' ان سے تو یہاں بحث نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلیۃً مختص نہیں رہے۔

یہاں بحث مغیباتِ اکوان سے ہے' کیونکہ ان کی کلیات اور اصول تو اللہ تعالیٰ نے کلیۃً اپنے ساتھ مختص رکھے' البتہ جزئیات منتشرہ پر بہت سے حضرات کو حسبِ استعداد اطلاع دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بھی اتنا عظیم الشان اور وافر حصہ ملا' جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا' اور یہ مغیباتِ اکوان ہیں تو غیر متناہی' مگر ان کی پانچ انواع ہیں: (۱) مکانی (۲) زمانی۔

اور زمانی کی پھر تین انواع ہیں:

(۱) وہ جو ماضی سے متعلق ہے (۲) وہ جو حال سے متعلق ہے (۳) وہ جو مستقبل سے متعلق ہے' مجموعی طور پر یہ چار انواع ہوئیں' پھر وقتِ ساعت کا علم اگرچہ ان چار میں مندرج تھا' کیونکہ وہ اکوانِ مستقبلیہ میں سے ہے' تاہم اس کو علیحدہ ذکر کیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا عظیم حادثہ ہے کہ اس جیسا حادثہ دنیا کو کبھی پیش نہیں آیا اور نہ پھر پیش آئے گا' کسی مخلوق کو اس کے وقت کا علم نہیں دیا گیا' اس لیے

خصوصیت سے اس کو مستقلاً ذکر کر دیا۔

ان اشیائے خمسہ میں سے "بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ" مغیباتِ مکانیہ کی طرف اشارہ ہے "یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ" مغیباتِ زمانیہ حالیہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آثارِ حمل فی الحال نمایاں ہیں "مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا" سے مغیباتِ زمانیہ مستقبلیہ کی طرف اشارہ ہے۔

(کشف الباری ج ۲ ص ۶۳۳ طبع مکتبہ فاروقیہ کراچی ۱۴۲۶ھ)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حقیقی علم وہ ہے کہ اس کے اصول سے آگاہی ہو لہٰذا کسی چیز کا عالم اسی وقت کہلائے گا جب اس کے اصول سے واقف ہو۔

اس مقدمہ کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ سمجھئے کہ غیب کے جزئیات بھی ہیں اور کلیات بھی جس طرح جزئیاتِ طب کے جاننے والے کو عالمِ طب اور طبیب نہیں کہیں گے اسی طرح جزئیاتِ غیبیہ پر مطلع ہونے والے کو عالمِ غیب نہیں کہہ سکتے۔

کلیات کے علم کا مطلب یہ ہے کہ ضابطہ بتلا دیا جائے کہ مثلاً فلاں ضابطہ سے پہچان لیں کہ فلاں جگہ فلاں وقت میں اتنے انچ بارش ہوگی اور پھر اتنی ہی بارش اسی وقت میں جس کا تعین کیا گیا ہے ہو بھی جائے اس میں تخلف نہ ہو بس جو اس ضابطہ کا علم رکھتا ہے اسے عالمِ غیب کہا جائے گا اور جو یہ ضابطہ نہیں جانتا اُسے عالمِ غیب بھی نہیں کہہ سکتے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو عالمِ غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ کسی کو بھی کلیاتِ تکوینیہ کا علم نہیں ہو سکتا صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہے جسے تکوینیات کا علمِ محیط حاصل ہے ہاں! بعض امور کا انکشاف ہو جاتا ہے مگر اسے علم نہیں کہتے کسی طرح اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں لڑکا ہے لیکن اگر کوئی پوچھ لے کہ لڑکا کیوں ہے؟ تو یقیناً ہمارے پاس اس کا جواب نہ ہوگا تو ضوابط اور اصولِ غیب کا علم کسی نبی کسی ولی کو نہیں ہو سکتا یہ علم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ مخصوص ہے ایک کلیہ کا علم اگر ہو تو وہ مفتاح بنتا ہے بہت سی جزئیات کے علم کا خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو**" (۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ قواعد و ضوابطِ غیب کا اور تکوینیات میں کلیاتِ غیب کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں ہاں! بعض جزئیات کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ ہاں! تشریعیات کے مد میں کلیات کا علمِ غیب انبیاء علیہم السلام کو ہے کیونکہ اگر یہ علم انہیں نہ دیا جائے تو ان کے کام میں فرق آ جائے۔ البتہ وہ اسی قدر ملتا ہے جتنا اللہ اپنی حکمت کے موافق عطا فرما دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حوادث دہر پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور جزئیات کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے رہا کسی جزئی کے علم کا کسی پر منکشف ہو جانا تو یہ دوسری بات ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام دونوں کو ہوتا ہے البتہ ان دونوں کشوف میں فرق ہوتا ہے اور وہ فرق وہی ہے جس کو سورۂ جن میں بیان فرمایا گیا ہے: "عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا" (۲۸) یعنی وہ عالمِ غیب ہے اور غیب پر کسی کو حاوی اور مسلط نہیں کرتا ہاں انبیاء و رسل کو تشریعیات اور تکوینیات میں سے جتنے پر چاہے مطلع کر دیتا ہے اسی طرح کہ کوئی چیز اس میں خلل انداز نہ ہو سکے نہ نفس کو کچھ دخل ہو نہ شیطان کو نہ کسی قسم کے شک و شبہ کو غرض یہ کہ ہر شے سے محفوظ ہو کیونکہ اس کے آگے پیچھے پہرے دار ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو جو کشف ہوتا ہے یا وحی آتی ہے اس کے ساتھ پہرے دار ہوتے ہیں اس لیے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا بخلاف ولی کے کشف کے کہ اس میں غلطی کا احتمال بھی ہے اور شبہ کی گنجائش بھی اس لیے دونوں یکساں نہیں ہو سکتے اب دو فرق ہو گئے: نبی کا علم قطعی اور ولی کا ظنی وہاں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے اور یہاں نہیں اور یہ سب جزئیات علم ہیں کلیات کا علم مختص بالباری تعالیٰ ہے یہ علوم نہ نبی کو حاصل ہیں نہ ولی کو انہیں جو کچھ حاصل ہوتا ہے خواہ کتنا کثیر ہو سب جزئیات ہیں اس لیے عالم الغیب نہیں کہہ

سکتے۔

پھر یہاں یہ بھی واضح رہے کہ "غیب" کے معنی ہے: "مالا یقع تحت الحواس، ولا تقتضیه بداهة العقل" اور جس غیب کے ساتھ حق تعالیٰ متفرد ہیں اس میں اتنی قید اور ہے: "ولم ینصب علیه دلیل" (۲۹) یعنی نظر وفکر اور دلیلِ عقلی سے بھی معلوم نہ ہو ورنہ پھر غیب نہیں رہے گا۔ (کشف الباری ج ۲ ص ۶۳۵)

کیا اکوانِ غیبیہ پر اطلاع پانی ممکن نہیں؟

اس آیت کی رو سے ہونا یہ چاہیے کہ ان اشیائے خمسہ میں سے کسی ایک کی جزئی بات کا علم بھی کسی کو حاصل نہ ہو، حالانکہ ہم سینکڑوں واقعات اس کے خلاف پاتے ہیں، اولیاء کرام کی کرامتیں کثرت سے منقول ہیں، جو اس اختصاص کے خلاف پر دلالت کرتی ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رحم کی حالت معلوم ہوگئی تھی اور آپ نے انتقال سے پہلے اپنی حاملہ بیوی کے متعلق فرمادیا تھا کہ ان کے لڑکی ہوگی، اس لیے آپ نے وصیت فرمائی کہ اس حمل کو لڑکی مان کر ترکہ تقسیم کیا جائے، اسی طرح پنجاب میں ایک بزرگ تھے: عبد اللہ شاہ، یہ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے اور حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی کے خلیفۂ مجاز، وہ دردزہ کا تعویذ دیتے وقت ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، یہ ان کی مشہور کرامت تھی۔ ایسے ہی منجمین اور کُہان پیشین گوئیاں کرتے ہیں، جو کبھی کبھی واقع کے مطابق بھی نکل آتی ہیں، اسی طرح آج کل جدید آلات کے ذریعے رحم کے اندر بچہ کی جنس کیا ہے؟ اس کا انکشاف ہوجاتا ہے، محکمۂ موسمیات کے ماہرین بارش ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں پیشگی بتادیتے ہیں، ان کی یہ پیش گوئی بسا اوقات درست بھی ہوجاتی ہے۔

اس اشکال کے جواب سے پہلے ایک مقدمہ سمجھ لیجئے، اگر ایک چیز کے کچھ اصول ہوں اور کچھ فروع، تو اصلی علم اس وقت کہیں گے جب اس کے اصول کا علم ہو، فرض کیجئے ایک شخص سو دو سو یا دو چار ہزار امراض اور ان کے نسخے رٹ لے تو کیا اس کو طبیب کہہ سکیں گے؟ نہیں! بلکہ طبیب وہ سمجھا جائے گا جو اصولِ طب اور اس کے فن سے واقف ہو، چاہے امراض اور نسخے رٹے نہ ہوں، اسی طرح عالم وہ ہوگا، جو اصولِ علم سے واقف ہو، فقیہ وہ نہیں جسے محض جزئیاتِ فقہ یاد ہوں، بلکہ فقیہ وہ کہلائے گا، جو اصول اور ماخذ پر مطلع ہو، خواہ جزئیات کم یاد ہوں۔ (کشف الباری ج ۲ ص ۶۳۳)

نیز شیخ سلیم اللہ خان لکھتے ہیں:

حدیث باب کے جملے "ما المسئول عنها باعلم من السائل" اور "فی خمس لا یعلمهن الا اللّٰہ" صاف دلالت کر رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں، کئی ساری چیزیں ایسی ہیں، جن کا علم سوائے اللہ جل جلالہ کے اور کسی کو نہیں۔

(کشف الباری ج ۲ ص ۶۵۰، مکتبہ فاروقیہ کراچی، ۱۴۲۶ھ)

علوم خمسہ کے مصداق کے متعلق علماء دیوبند کے موقف پر مصنف کا تبصرہ

شیخ انور شاہ کشمیری، شیخ احمد رضا بجنوری اور شیخ سلیم اللہ خان نے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد ہے: اصول، کلیات اور ضوابط کا علم، یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے، قدماء متکلمین، جمہور مفسرین، محدثین اور فقہاء اسلام اور اکابر علماء اسلام کی عبارات میں اس اصطلاح کا کوئی ثبوت نہیں ہے، قدیم علماء نے اللہ تعالیٰ کے علم کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کا علم ذاتی ہے، یعنی بے تعلیم غیر، اور قدیم ہے، واجب ہے، ازلی ابدی ہے اور بس! جیسا کہ عنقریب ہمارے پیش کردہ حوالہ جات سے ان شاء اللہ واضح ہوجائے گا، لیکن "لا مشاحة فی الاصطلاح" ہمیں ان کی اس اصطلاح پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اسی طرح ہم اہل سنت و جماعت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علمِ کلی مانتے ہیں' اس سے ہماری مراد کل مخلوقات سے زیادہ علم ہے' جیسا کہ شیخ سلیم اللہ خان نے بھی لکھا ہے:

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بھی اتنا عظیم الشان ملا' جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ (کشف الباری ج ۲ ص ۶۳۳)

اور شیخ تقی عثمانی نے لکھا ہے: قرآن کریم میں ہے کہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی انباء الغیب یعنی غیب کی خبریں دی گئی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عطا ہوئیں۔ (انعام الباری ج ۱ ص ۷ ۵۴' مکتبۃ الحرا' کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کلی سے ہماری یہی مراد ہے' نہ کہ کل کائنات کا علم محیط' یا اللہ تعالیٰ کے علم کا مساوی علم' جیسا کہ ہم اس پر ان شاء اللہ عنقریب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصریحات پیش کریں گے' سو علماء دیوبند کو بھی اس اصطلاح پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ "لا مشاحة فی الاصطلاح"۔

* ہم نے شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۱۱ پر عنوان "مخلوق کی طرف علم غیب کی نسبت کرنے کی تحقیق" کے تحت علم غیب کے متعلق جو بحث کی ہے' اس پر خود شیخ تقی عثمانی نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

اس موضوع پر مفصل بحث کے بعد آخر میں فاضل مصنف لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غیب مطلق کے ساتھ منفرد ہے' جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنے رسولوں کو ان بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے' جو رسالت کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔

شیخ عثمانی نے لکھا ہے: اگر فاضل مولف کے تمام اہل مسلک اس پر متفق ہو جائیں تو اس سنگین مسئلہ میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ (البلاغ ص ۵۵' جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ' نومبر ۱۹۹۵ء)

واضح رہے کہ ہم نے جو بعض علوم غیبیہ کہا ہے' اس سے اللہ کے علم غیب کے مقابلہ میں بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں' جو کہ تمام مخلوق کے علوم سے زیادہ ہیں' جیسا کہ شیخ سلیم اللہ خاں اور شیخ تقی عثمانی کو بھی تسلیم ہے' اور ہمارے تمام اہل مسلک اس پر متفق ہیں' جیسا کہ ہم ان شاء اللہ عنقریب اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصریحات پیش کریں گے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم تفصیلی محیط ثابت کرنے اور آپ کو عالم الغیب کہنے کا الزام

شیخ سلیم اللہ خان صاحب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مختلف کتابوں میں جو کچھ تحریر کیا ہے' اس کی رو سے ان کا مسلک یہ ہے کہ ابتداء آفرینش عالم سے لے کر ہنگامہ محشر (حساب و کتاب وغیرہ) کے اختتام یا بالفاظ دیگر جنت و نار تک کے تمام واقعات جزئیہ وکلیہ' دینیہ و دنیویہ کا علم تفصیلی محیط حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے۔ (کشف الباری ج ۲ ص ۶۳۷)

نیز شیخ سلیم اللہ خان صاحب لکھتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ کے تمام غیوب اور جزئیاتِ غیب پر مطلع کر دینے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں تو پھر آپ کے حضرات صحابہ کرام کے سامنے ان تمام اُمور کو بیان کر دینے سے ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عالم الغیب ہونا بھی تو لازم آئے گا' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تخصیص کیوں؟ (کشف الباری ج ۲ ص ۶۴۷)

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں یا مانتے ہیں اور نہ آپ کے لیے علم تفصیلی محیط مانتے ہیں' بلکہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم سے بعض علوم عطا کیے جانے کے قائل ہیں' تاہم آپ کے یہ بعض

علوم تمام مخلوق کے علوم سے بہت زیادہ ہیں' اعلیٰ حضرت کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ "یعلم الغیب" وارد ہے" کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری" بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے: "کان یعلم علم الغیب" مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے: "المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولهذا لا یجوزان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب" (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے' جس میں ابتداء صرف اللہ تعالیٰ کا علم نافذ ہوتا ہے' اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)۔

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ما کان و ما یکون کے عالم ہیں' مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا' جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً عزت و جلالت والے ہیں' تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے' مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں' بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی' امام ابن المنیر اسکندری "کتاب الانتصاف" میں فرماتے ہیں: "کم من معتقد لا یطلق القول به خشیة ایهام غیره مما لا یجوز اعتقاده فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق" "کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا' مبادا ان کے غیر کا وہم کیا جائے' جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے' اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے" یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہٗ "حواشی کشاف" میں فرماتے ہیں: "وانما لم یجز الاطلاق فی غیره تعالی لانه یتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فیکون مناقضا واما اذا قید وقیل اعلمه الله تعالی الغیب او اطلعه علیه فلا محذور فیه" "اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداء ہے' تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا' لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے' یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(حاشیہ کشاف بر کشاف ج ۱ ص ۱۲۸' مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی' ۱۳۸۵ھ مصر' ۱۳۸۵ھ فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۱' مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ کراچی)

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم مافی الغد (کل کا علم) کے بارہ میں ام المؤمنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الغد تھا (کل کا علم تھا) وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے' علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح "حاشیہ کشاف" پر میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے' یقیناً کافر ہے۔ (ملفوظات ج ۳ ص ۴۴' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم تفصیلی محیط ماننا جائز نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

کسی علم کی حضرت عزوجل سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقاً نفی چند وجہ پر ہے:

اوّل : علم کا ذاتی ہونا کہ بذاتِ خود بے عطا غیر ہو۔

دوم : علم کا غنا کہ کسی آلہ جارحہ وتدبیر فکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلاً محتاج نہ ہو۔

سوم : علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔

چہارم : علم کا وجوب کہ کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔

پنجم : علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر' تبدل' فرق اور تفاوت کا امکان نہ ہو۔

ششم : علم کا اقصیٰ غایت کمال پر ہونا کہ معلوم کی ذات' ذاتیات' اعراض' احوال لازمہ' مفارقہ' ذاتیہ' اضافیہ' ماضیہ' آتیہ (مستقبلہ) موجودہ' ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے۔

ان چھ وجوہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص اور اس کے غیر سے مطلقاً منفی' یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم' جو ان چھ وجوہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں ہے' جو کسی غیر الٰہی کے لیے عقول مفارقہ ہوں' خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے' یقیناً اجماعاً کافر مشرک ہے۔ (الصمصام ص ۴' فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۷-۴۷۱' رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

نیز امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں:

میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی' جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو سمندر سے ہے' کیونکہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی کی متناہی سے۔ (الملفوظ ج ۱ ص ۴۶' نوری کتب خانہ' لاہور)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اللہ تعالیٰ کے علوم سے) بعض علوم عطا کیے گئے ہیں' اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصریح یہ ہے:

ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی ہے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا علم مستقل ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی صرف بعض علوم ثابت رکھتے ہیں' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض علوم میں اور مخلوق کے بعض علوم میں آسمان اور زمین کی مثل فرق ہے' بلکہ اس سے بھی زیادہ عظیم اور کثیر ہے اور اللہ سب سے زیادہ بڑا ہے۔ (اعلیٰ حضرت کی عربی عبارت درج ذیل ہے:)

اعلیٰ حضرت کی یہ تصریح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض علم عطا کیا گیا ہے

''لا نقول بمساواة علم اللّٰه تعالی ولا بحصوله بالاستقلال' ولا نثبت بعطاء اللّٰه تعالی ایضا الا البعض' لکن بون بین البعض والبعض کالفرق بین السماء والارض' بل اعظم واکثر' واللّٰه اکبر''۔

(الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص ۶۹' مرکز اہل سنت برکات رضا' ہند)

اب چونکہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض علوم جزئیہ کی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے تصریح پیش کر دی' اس لیے حسب وعدہ شیخ تقی عثمانی کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔

علم ذاتی اور عطائی کی بحث

شیخ سلیم اللہ خاں لکھتے ہیں:

یہاں ایک اہم بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ نصوص قطعیہ مثلاً ''لا اعلم الغیب'' وغیرہ جیسی آیتوں میں چونکہ صریحاً علم غیب کی نفی کا ذکر ہے اس لیے ایسے موقع پر منحرف لوگ ذاتی اور عطائی کی بے جا تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں کہیں آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی آئی ہے اس سے ذاتی علم کی نفی مراد ہے آپ کو جو علم ما کان وما یکون حاصل تھا وہ عطائی تھا نہ کہ ذاتی اور اس کی نفی نہیں ہے۔

لیکن ان لوگوں کا یہ کہنا بے جا اور باطل ہے:

اولاً اس لیے کہ پیچھے اشارہ گزر چکا ہے کہ وہ علم غیب جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہیں وہ ہے'' مالا یقع تحت الحواس ولا تقتضیه بداهة العقل' ولم ینصب علیه دلیل ''جب کہ مخلوقات کو جس قدر بھی علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اس پر ''غیب'' کی تعریف ہی صادق نہیں آتی' کسی کے بتانے اور خبر دینے سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو'' اخبار الغیب ''اور'' انباء الغیب'' تو کہہ سکتے ہیں' علم غیب نہیں اور دونوں میں بون بعید ہے۔ (کشف الباری ج ۲ ص ٦٥٣)

اس کا جواب یہ ہے کہ جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے غیر سے علم غیب کی نفی ہے تو تقریباً سب ہی علماء نے اس کو ذاتی علم کی نفی پر محمول کیا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۱۱ھ تحریر فرماتے ہیں:

وما ذکرناه فی الایة صرح به النووی رحمه الله تعالی فتاواه فقال معناها لا یعلم ذالك استقلالا وعلم احاطة بکل المعلومات للّٰه تعالی.

یعنی ہم نے جو آیات کی تفسیر کی' امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی فرماتے ہیں: آیت کا معنی یہ ہے کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے' جو بذات خود ہو اور جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۲٦٨ مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳٥٦ھ)

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ. (النمل:٦٥)

آپ کہیے: آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳٦۹ھ لکھتے ہیں:

کل مغیبات کا علم بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں' نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدون عطائے الٰہی کے ہو سکتا ہے (الی قولہ) ہاں! بعض بندوں کو بعض غیوب پر باختیار خود مطلع کر دیتا ہے' جس کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرما دیا۔ (حاشیہ عثمانی ص ٤٩٦ مطبوعہ دار التصنیف' کراچی)

اب کیا شیخ سلیم اللہ خاں صاحب' شیخ عثمانی کو بھی منحرف قرار دیں گے' کیونکہ انہوں نے بھی ذاتی اور عطائی کا فرق کیا ہے۔

رہا مولانا سلیم اللہ خاں صاحب کا دوسرا اعتراض کہ کسی کے خبر دینے سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو انباء الغیب اور اخبار الغیب تو کہہ سکتے ہیں' علم غیب نہیں اور دونوں میں بہت فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

ہمارے نزدیک یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو غیب کی خبریں بتلائی گئی ہیں' اس سے ان کو علم غیب حاصل نہیں ہوا' کیونکہ شرح عقائد (ص ١٠) اور دیگر علم کلام کی کتابوں میں مذکور ہے کہ علم کے تین اسباب ہیں: خبر صادق' حواس سلیمہ اور عقل' اور وحی بھی خبر صادق ہے تو جب انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے غیب کی خبریں دیں تو ان کو علم غیب حاصل ہو گیا' اس لیے صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو وحی سے علم غیب حاصل ہوتا ہے' لیکن یہ علم محیط یا علم ذاتی نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے علم کو اللہ کے علم سے بہت کم ماننے کو بھی غلط اور گم راہی کہنے کا جواب

شیخ تقی عثمانی لکھتے ہیں:

سوال: اگر کسی کا عقیدہ ہو کہ نبی کریم ﷺ کو علم کلی عطا کیا گیا' تو اس کو مشرک کہا جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس پر کفر کا فتوی نہیں لگایا جائے گا' اس لیے کہ وہ تاویل کرتے ہیں اور تاویل بھی فی الجملہ یعنی غلط سہی' لیکن وہ حضرات جو کچھ کہتے ہیں' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے علم میں اور نبی کریم ﷺ کے علم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اللہ جل جلالہ کا علم ازلی ہے' وہ کسی لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے نفی نہیں ہوا اور باری تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بغیر کسی واسطہ کے ہے' جب کہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ ان کا علم ازلی نہیں ہے' جیسا کہ احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو آخر عمر میں عطا ہوا ہے' یعنی یہ کہ وہ علم عطا کردہ ہے۔ احمد رضا خان صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے علم کے ساتھ حضور ﷺ کے علم کو وہ نسبت بھی نہیں ہے' جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مقصود اشتراک نہیں ہے' اس واسطے نبی کریم ﷺ کو علم کلی عطا ہونے کا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہنا درست نہیں ہے اور کفر کا فتوی لگا کر کافر نہیں کہا جائے گا لیکن بہر حال یہ عقیدہ غلط اور گمراہی کی بات ہے۔

(انعام الباری ج ۱ ص ۵۴۹)

یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا رسول اللہ ﷺ کے عظیم علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ماننا' جیسا ایک قطرہ بھی سمندر کے مقابلہ میں نہیں ہے' یہ بھی غلط اور گم راہی کی بات ہے! (لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ!)

اب ہم شیخ تقی عثمانی اور مولانا سلیم اللہ خان کے انصاف اور دیانت سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے ممدوح شیخ انور شاہ کشمیری کی ایک عبارت یہ ہے:

والذی تحقق عندی ان التحریف فیہ لفظی ایضا اما انہ عن عمد منھم او لمغلطۃ.

میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف لفظی بھی ہے' یا تو یہ تحریف لوگوں نے عمداً کی ہے یا کسی مغالطہ کی بناء پر ہے۔

(فیض الباری ج ۳ ص ۳۹۵' مجلس علمی سورت' ہند' ۱۳۵۷ھ)

مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے کہ شیخ کشمیری کے نزدیک قرآن مجید میں تحریف لفظی ثابت ہے' اب بتائیں کہ آپ کے نزدیک یہ عین اسلام ہے؟ کفر ہے؟ گمراہی ہے؟ یا کیا ہے؟

حدیث جبریل کے ضمن میں ''فیض الباری' انوار الباری' کشف الباری اور انعام الباری'' کی عبارات پر تبصرہ کرنے کے بعد اب ہم پھر اس حدیث کی باقی شرح کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' فنقول وباللّٰہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے قیامت کی چند علامات بیان فرمائی ہیں' دیگر احادیث میں آپ نے اور بہت علامات بیان فرمائی ہیں۔ اب ہم ان احادیث کو بیان کر رہے ہیں:

نبی ﷺ کا علاماتِ قیامت کی خبر دینا

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی' جب تک کہ ارضِ حجاز سے ایسی آگ نمودار نہ ہو' جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

(صحیح البخاری: ۷۱۱۸' صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۴۲' (۲۹۰۲) ۷۱۵۶' جامع الاصول: ۷۸۸۷۔ ج ۱۰)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس کذابوں کا خروج نہ ہو ان میں سے ہر ایک یہ زعم کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۸۴ا (۲۹۲۳) ۲۰۹ے، سنن ابوداؤد: ۴۳۳۴، سنن ترمذی: ۲۲۲۵، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۴۔ ۵۲۷، جامع الاصول: ۵۸۹۵ے۔ ج ۱۰)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو پس جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے اور جو لوگ اس سے پہلے ایمان نہ لائے ہوں ان کا اس دن ایمان لانا مفید نہ ہوگا یا جن لوگوں نے اس سے پہلے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہ کی ہو۔

(صحیح البخاری: ۶۵۰۶، صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: ۲۴۸ (۱۵۷) ۳۸۹، سنن ابوداؤد: ۴۰۰۲، سنن ترمذی: ۵ ۳۲۳ے۔ ۲۱۹۱، مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۵۔ ۱۴۵، جامع الاصول: ۷۸۹۷ے۔ ج ۱۰)

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کے کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس سے اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔ (سنن الترمذی: ۲۱۸۹، جامع الاصول: ۷۸۹۹ے۔ ج ۱۰)

(۵) حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہل مسجد امامت کرنے کے لیے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لیے کوئی امام نہیں ملے گا۔

(سنن ابوداؤد: ۵۸۱، جامع الاصول: ۷۹۰۸ے۔ ج ۱۰)

(۶) قیس بن ابی حازم، حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور تلچھٹ (بھوسی) باقی رہ جائیں گے، جیسے جو کی بھوسی یا ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔

(صحیح البخاری: ۶۴۳۴، مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۳، سنن الدارمی: ۲۷۲۲، جامع الاصول: ۷۹۰۹ے۔ ج ۱۰)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔ (صحیح البخاری: ۷۱۱۵، صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۵۳ (۲۹۰۷) ۱۶۸ے، سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۷، الموطا: ۱۶۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۶، جامع الاصول: ۷۹۱۱)

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمانہ متقارب ہو جائے، سال ایک ماہ کی طرح گزرے گا اور مہینہ ہفتہ کی طرح گزرے گا، اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھنٹہ کی طرح گزرے گا اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی طرح گزر جائے گا۔ (سنن ترمذی: ۲۳۲۹، جامع الاصول: ۷۹۱۳)

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت صرف اشرار (بدترین لوگوں) پر قائم ہوگی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۱۳۱ (۲۹۴۹) ۷۲۶۹، جامع الاصول: ۷۹۱۶)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ دو عظیم جماعتوں میں جنگ نہ ہو ان میں بہت بڑی جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ ایک ہوگا، اور حتیٰ کہ تیس دجالوں، کذابوں کا ظہور ہوگا، ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، اور حتیٰ کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور زلزلے بہ کثرت ہوں گے اور زمانہ

متقارب ہوگا اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور بہ کثرت قتل ہوگا۔

(صحیح البخاری: ۶۰۶۹، ۳، صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۱۷(۲۸۸۸۰) ۷۱۲۳، مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۳، ۳، جامع الاصول: ۷۹۲۰، ج ۱۰)

(۱۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے دین کے لیے قتال کرتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی اور کسی کی مخالفت سے ان کو ضرر نہیں ہوگا، حتیٰ کہ ان پر قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حال پر ہوں گے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور اس کا مس ریشم کی طرح ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا، وہ اس کی روح قبض کر لے گی، پھر اشرار (بدترین لوگ) باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہو گی۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ: ۱۷۶(۱۹۲۴) ۴۸۷۴، جامع الاصول: ۷۹۱۷)

(۱۲) حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپس میں بحث کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا: تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: قیامت ہرگز اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ نے دھوئیں کا، دجال کا، دابۃ الارض کا، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا، حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کا، یاجوج ماجوج کا اور تین مرتبہ زمین کے دھنسنے کا ذکر فرمایا، ایک مرتبہ مشرق میں، ایک مرتبہ مغرب میں، ایک مرتبہ جزیرۂ عرب میں اور سب کے آخر میں ایک آگ ظاہر ہوگی، جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن: ۳۹(۲۹۰۱) ۷۱۵۲، سنن ابوداؤد: ۴۳۱۱، سنن ترمذی: ۲۱۸۳، سنن ابن ماجہ: ۴۰۴۱، جامع الاصول: ۷۹۲۱)

(۱۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم کو وہ حدیث نہ سناؤں، جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور میرے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو سنا ہو آپ نے فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، اور جہل کا ظہور ہوگا اور زنا عام ہوگا اور شراب پی جائے گی اور مرد چلے جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی، حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۸۱، صحیح مسلم۔ کتاب العلم: ۹(۲۶۷۱) ۶۶۶۰، سنن ترمذی: ۲۲۱۲، سنن ابن ماجہ: ۴۰۴۵، مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۰، جامع الاصول: ۷۹۲۲)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ متقارب ہو جائے گا اور علم کم ہو جائے گا اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور قتل بہت زیادہ ہوگا۔

(صحیح البخاری: ۷۰۶۲۔ ۷۰۶۴، صحیح مسلم۔ کتاب العلم: ۱۰(۲۶۷۲) ۶۶۶۲، سنن ترمذی: ۲۲۰۷، سنن ابوداؤد: ۴۲۵۵، سنن ابن ماجہ: ۴۰۵۱۔ ۴۰۵۰، مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۵، جامع الاصول: ۷۹۲۴)

(۱۵) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو اس پر مصائب کا آنا حلال ہو جائے گا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیا کام ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا، اور امانت کو مال غنیمت بنا لیا جائے گا اور زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیوی کی اطاعت کریں گے اور اپنی ماں کی نافرمانی کریں گے، اور جب دوست کے ساتھ نیکی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی کریں گے، اور جب مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، اور ذلیل ترین شخص کو قوم کا سردار بنا دیا جائے گا اور جب کسی شخص کے شر کے ڈر

سے اس کی عزت کی جائے گی' شراب پی جائے گی اور ریشم پہنا جائے گا اور گانے والیاں اور ساز رکھے جائیں گے' اور اس امت کے آخری لوگ پہلوں کو برا کہیں گے' اس وقت تم سرخ آندھیوں' زمین کے دھنسنے اور مسخ کا انتظار کرنا۔

(سنن ترمذی: ۲۲۱۷' جامع الاصول: ۹۲۵۔)

(۱۶) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے' جو ریشم کو' شراب کو اور گانے بجانے کے آلات کو حلال کہیں گے اور ضرور کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے' جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو وہ کہیں گے کہ کل آنا' اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو ریشم' شراب اور باجوں کو حلال کہیں گے) مسخ کر کے قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ (صحیح البخاری: ۵۵۹۰' سنن ابوداؤد: ۴۰۳۹' جامع الاصول: ۹۳۷)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی' جب تک کہ عرب کا حاکم وہ شخص نہیں ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہے' اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (یعنی محمد) اور دوسری روایت میں ہے: اگر ایام دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا لمبا کر دے گا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص کو میرے اہل بیت سے مبعوث کرے گا' جس کا نام میرے نام کے موافق اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا' وہ زمین کو اس طرح عدل اور انصاف سے بھر دے گا' جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(سنن ابوداؤد: ۴۲۸۲' سنن ترمذی: ۲۲۳)

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی' جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے اور حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے تو اس کو کوئی شخص نہ ملے' جو اس کو قبول کرے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ: ۶۰ (۱۰۱۲) ۲۳۰۲' المشکوٰۃ: ۵۴۴۰)

(۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے! عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے' وہ حاکم عادل ہوں گے' وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال کو بہائیں گے' حتیٰ کہ اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا' حتیٰ کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۲۲۲۲' صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: ۲۴۲ (۱۵۵) ۱۳۸۲' المشکوٰۃ: ۵۵۰۵)

(۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی' جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور امام تم میں سے ہوں گے۔ (صحیح البخاری: ۳۴۴۹' صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: ۲۴۴ (۱۵۵) ۳۸۵' المشکوٰۃ: ۵۵۰۶)

(۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے' وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی' اور وہ زمین میں پینتالیس سال رہیں گے' پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائیں گے' پس میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے' ابوبکر اور عمر کے درمیان سے کھڑے ہوں گے۔

(الوفا لابن الجوزی ص ۸۱۴' المشکوٰۃ: ۵۵۰۸)

(۲۲) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے درآں حالیکہ آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: لا الٰہ الا اللہ اور اس کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا' آپ نے فرمایا: عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہو' جو

قریب آ پہنچا ہے' یاجوج ماجوج کی بندش آج کے دن کھل گئی' اس کی طرح پھر آپ نے دس کا عقد کیا' حضرت زینب نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے' حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب خباثت زیادہ ہو جائے۔ (صحیح البخاری: ۳۳۴۶' صحیح مسلم: ۲۸۸۰' سنن ترمذی: ۲۱۹۴' سنن ابن ماجہ: ۳۹۵۳' صحیح ابن حبان: ۳۲۷' ج ۲' مصنف عبدالرزاق: ۲۰۷۴۹' مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۹۰۶۱' مسند الحمیدی: ۳۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۹۳' مسند احمد: ۲۷۴۸۶' ج ۱۰)

(۲۳) مجمع بن جاریہ الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابن مریم' دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۵۹' صحیح ابن حبان: ۶۸۱۱' ج ۱۵' المعجم الکبیر: ۱۰۷۷' ج ۱۹' مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۳۵)

(۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابۃ الارض نکلے گا' اس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا عصا ہوگا' وہ مومن کے چہرے کو عصا سے روشن کرے گا اور کافر کی ناک پر انگوٹھی سے نشان لگائے گا' حتیٰ کہ قبیلے کے لوگ جمع ہو جائیں گے اور وہ کہے گا: یا مومن' یا کافر۔

(سنن ترمذی: ۳۱۸۷' مسند احمد: ۷۹۴۲' ج ۳)

(۲۵) امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک طویل ارشاد روایت کیا ہے' جس کے آخر میں آپ نے فرمایا: یوم القیامۃ یوم عاشوراء ہے (یعنی محرم کے مہینہ کی دس تاریخ)۔

(فضائل الاوقات: ۲۳۷' ص ۴۴۱' مکتبۃ المنارۃ' مکہ مکرمہ' ۱۴۱۰ھ)

(۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' وہ جمعہ کا دن ہے' جس میں حضرت آدم پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت بھی صرف جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

(صحیح مسلم' کتاب الجمعہ: ۱۹۴۴۔ ۸۵۴۔ ۱۸' سنن ابن ماجہ: ۱۰۸۴' سنن نسائی: ۱۳۷۳)

(۲۷) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا اور دو دنوں میں اس کی روزی پیدا کی' پھر استواء فرمایا' پھر دو دنوں میں آسمانوں کو پیدا فرمایا' زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا کیا اور منگل اور بدھ کو اس کی روزی پیدا کی اور آسمانوں کو جمعرات اور جمعہ کے دن پیدا کیا اور جمعہ کی آخری ساعت میں عجلت سے حضرت آدم کو پیدا کیا اور اسی ساعت میں قیامت قائم ہوگی (یہ حدیث حکماً مرفوع ہے)۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۸۳' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

خاص وقوعِ قیامت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت واقع ہونے سے پہلے اس کی تمام نشانیاں بیان فرمائیں اور موخر الذکر تین حدیثوں میں یہ بھی بتا دیا کہ محرم کے مہینہ کی دس تاریخ کو جمعہ کے دن' دن کی آخری ساعت میں قیامت واقع ہوگی' مہینہ' تاریخ' دن اور خاص وقت سب بتا دیا' صرف سن نہیں بتایا' کیونکہ اگر سن بھی بتا دیتے تو ہم آج جان لیتے کہ قیامت آنے میں اب اتنے سال باقی رہ گئے ہیں اور ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ پہلے لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اب ایک گھنٹہ بعد قیامت آئے گی اور قیامت کا آنا اچانک نہ رہتا اور قرآن جھوٹا ہو جاتا' کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے:

لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً. (الاعراف: ۱۸۷) قیامت تمہارے پاس اچانک ہی آئے گی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے مکذب نہیں' مصدق تھے' اس لیے آپ نے قرآن مجید کے صدق کو قائم رکھنے کے لیے سن نہیں بتایا'

اور اپنا علم ظاہر فرمانے کے لیے باقی سب کچھ بتا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ اور علم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

قیامت کب واقع ہوگی؟ بارش کب ہوگی؟ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ انسان کل کیا کرے گا؟ اور کون شخص کس جگہ مرے گا؟ یہ وہ اُمور خمسہ ہیں، جن کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، بحث اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے یا نہیں۔ بعض علماء سلف نے نیک نیتی کے ساتھ یہ کہا کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس نے مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں پر مطلع نہیں فرمایا، اور اکثر اہل اسلام نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عموماً اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصاً ان پانچ چیزوں کے علوم میں سے بھی حظ وافر عطا فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں یہ اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے، آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں، جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔ بہت اہل ظاہر جانب خصوص کے گئے ہیں، کسی نے کہا: متشابہات کا، کسی نے خمس کا، کثیر نے کہا: ساعت کا اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بہ کثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(خالص الاعتقاد ص ۲۷، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی کراچی)

علماء دیوبند اور علماء غیر مقلدین یہ تاثر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علوم خمسہ کو ثابت کرنے میں صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے متبعین منفرد ہیں، ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ صرف ہمارا تفرد نہیں، بلکہ بہت علماء اسلام کا یہی مسلک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ وعلم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق، جمہور علماء اسلام کی تصریحات

علامہ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم المالکی القرطبی المتوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

فمن ادعی علم شئ منها غیر مسند الی رسول الله صلی الله علیه وسلم کان کاذبا فی دعواه.

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر ان پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے، وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

(المفہم ج ۱ ص ۱۵۶، مطبوعہ دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

علامہ بدر الدین عینی حنفی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ احمد قسطلانی، ملا علی قاری اور شیخ عثمانی نے بھی اپنی شروح میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کو ذکر کیا ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۹۰، فتح الباری ج ۱ ص ۱۲۴، ارشاد الساری ج ۱ ص ۱۳۸، مرقات ج ۱ ص ۶۵، فتح الملہم ج ۱ ص ۱۰۲)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

قال بعضهم لیس فی الایة دلیل علی ان الله لم یطلع نبیه علی حقیقة الروح بل یحتمل ان یکون اطلعه ولم یامره انه یطلعهم وقد قالوا فی علم الساعة نحو هذا والله اعلم. (فتح الباری ج ۸ ص ۴۰۳)

بعض علماء نے کہا ہے کہ (سورہ بنی اسرائیل کی) آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا، بلکہ احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ کو اس کی اطلاع دینے کا حکم نہ دیا ہو، قیامت کے علم کے متعلق بھی علماء نے اسی طرح کہا ہے۔ واللہ اعلم

علامہ احمد قسطلانی الشافعی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔ (ارشاد الساری ج ۷ ص ۲۰۳)

علامہ زرقانی ''المواہب'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

(وقد قالوا فی علم الساعة) وباقی الخمس المذکورة فی اية ان الله عنده علم الساعة (نحو هذا) يعنی انه علمها ثم امر بکتمها۔

(شرح المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۶۵)

علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا سورۂ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے' علماء نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا اور آپ کو انہیں مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی لکھتے ہیں:

ذهب بعضهم الی انه صلی الله علیه وسلم اوتی علم الخمس ایضا وعلم وقت الساعة والروح وانه امر بکتم ذالك.

اور بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقوع قیامت کا اور روح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(شرح الصدور ص ۳۱۹' مطبوعہ بیروت' الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۳۳۵' بیروت' ۱۴۰۵ھ)

علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا من الدنیا حتی اطلعه الله علی تلك الخمس ولکنه امره بکتمها.

(تفسیر صاوی ج ۳ ص ۲۱۵)

علماء کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی' جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمادیا' لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں:

لم یقبض رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی علم کل شیء یمکن العلم به. (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۵۴)

رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی' جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا' جس کا علم دینا ممکن تھا۔

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ویجوز ان یکون الله تعالی قد اطلع حبیبه علیه الصلوة والسلام علی وقت قیامها علی وجه کامل لکن لاعلی وجه یحاکی علمه تعالی به الا انه سبحانه اوجب علیه صلی الله تعالی علیه وسلم کتمه لحکمة ویکون ذلك من خواصه علیه الصلوة والسلام ولیس عندی ما یفید الجزم بذلك. (روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۱۳)

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وقت وقوع قیامت پر مکمل اطلاع دی ہو' مگر اس طریقہ پر نہیں کہ اس سے علم الٰہی کا اشتباہ ہو' الآیہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ پر اس کا اخفاء واجب کر دیا ہو اور یہ علم رسول ﷺ کے خواص میں سے ہو' لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل حاصل نہیں ہوئی۔

امام رازی لکھتے ہیں:

عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه المخصوص

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے' وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت

وھو قیام القیامة احدا ثم قال بعدہ لکن من ارتضی من رسول. (تفسیر کبیر ج۱۰ ص۶۷۸)

قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا' البتہ ان کو مطلع فرماتا ہے' جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

علامہ علاؤ الدین خازن نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (تفسیر خازن ج۴ ص۳۱۹)

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

والجواب ان الغیب ھھنا لیس للعموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیمة بقرینة السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسل من الملئکة او البشر. (شرح المقاصد ج۵ ص۶ طبع ایران)

اور جواب یہ ہے کہ یہاں غیب عموم کے لیے نہیں ہے' بلکہ مطلق ہے یا اس سے غیب خاص مراد ہے یعنی وقت وقوع قیامت' اور آیات کے سلسلہ ربط سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات مستبعد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض رسولوں کو وقت وقوع قیامت پر مطلع فرمائے' خواہ وہ رسل ملائکہ ہوں یا رسل بشر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وحق آنست کہ در آیت دلیلے نیست بر آنکہ حق تعالی مطلع نگر دانیدہ است حبیب خود را صلے اللہ علیہ وسلم بر ماہیت روح بلکہ احتمال دارد کہ مطلع گردانیدہ باشد وامر نکرد اوراکہ مطلع گرداند ایں قوم را وبعضی از علماء در علم ساعت نیز ایں معنی گفتہ اند الی ان قال ولے گوید بندہ مسکین خصہ اللہ بنور العلم والیقین وچگونہ جرات کند مومن عارف کہ نفی علم بہ حقیقت روح سید المرسلین وامام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است اورا حق سبحانہ علم ذات وصفات خود وفتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب حقیقت جامعہ وے قطرہ ایست از دریائے ذرہ از بیضائے فافھم وباللہ التوفیق۔ (مدارج النبوۃ ج۲ ص۴۰)

حق یہ ہے کہ قرآن کی آیت میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا' بلکہ جائز ہے کہ مطلع کیا ہو اور لوگوں کو بتلانے کا حکم آپ کو نہ دیا ہو' اور بعض علماء نے علم قیامت کے بارے میں بھی یہی قول کیا ہے اور بندہ مسکین (اللہ اس کو نور علم اور یقین کے ساتھ خاص فرمائے) یہ کہتا ہے کہ کوئی مومن عارف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے علم کی کیسے نفی کر سکتا ہے' وہ جو سید مرسلین اور امام العارفین ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین اور آخرین کے علوم آپ کو عطا کیے ہیں' ان کے سامنے روح کے علم کی کیا حیثیت ہے؟ آپ کے علم کے سمندر کے سامنے روح کے علم کی ایک قطرہ سے زیادہ کیا حقیت ہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغ عارف کامل فرماتے ہیں:

وکیف یخفی امر الخمس علیه صلی اللّٰه علیه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لا یمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس.

(الابریز ص ۴۸۳)

رسول اللہ ﷺ سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہوگا' حالانکہ آپ کی امت شریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہو سکتا' جب تک اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔

علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ تحریر فرماتے ہیں:

لایعلم متی تقوم الساعة الا اللّٰه الا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی من یشاء من غیبه والولی تابع له یاخذ عنه. (ارشاد الساری ج ۷ ص ۱۷۸)

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی؟ سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے' اطلاع دے دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء' وہ رسولوں کے تابع ہیں' ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

ہر چیز کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے' پھر ان پانچ چیزوں کے علم کی تخصیص کی وجہ

اس آیت میں ان پانچ چیزوں کا شمار کیا گیا ہے' حالانکہ تمام مغیبات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کے متعلق سوال کرتے تھے' روایت ہے کہ دیہاتیوں میں سے حارث بن عمر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے قیامت کے وقت کے متعلق سوال کیا اور یہ کہ ہماری زمین خشک ہے' میں نے اس میں بیج ڈالنے ہیں' بارش کب ہوگی؟ اور میری عورت حاملہ ہے' اس کے پیٹ میں مذکر ہے یا مؤنث' اور مجھے گزشتہ کل کا تو علم ہے' لیکن آئندہ کل میں کیا کروں گا؟ اور مجھے یہ علم تو ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا ہوں' لیکن میں کہاں مروں گا؟ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز اہل جاہلیت نجومیوں کے پاس جا کر سوال کرتے تھے اور ان کا یہ زعم تھا کہ نجومیوں کو ان چیزوں کا علم ہوتا ہے' اور اگر کاہن غیب کی کوئی خبر دے اور کوئی شخص اس کی تصدیق کرے تو یہ کفر ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کے قول کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ دین کا کفر کیا۔

اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب کی خبریں دیتے ہیں تو ان کا یہ خبر دینا' وحی' الہام اور کشف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم دینے سے ہوتا ہے' لہٰذا ان پانچ چیزوں کے علم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا' اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان غیوب پر انبیاء' اولیاء' اور ملائکہ کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاO اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ. (الجن: ۲۷-۲۶)

(اللہ) غیب جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتاO مگر جن کو اس نے پسند فرما لیا' جو اس کے (سب) رسول ہیں۔

اور بعض غیوب وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کر لیا' جن کی اطلاع کسی مقرب فرشتے کو ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو' جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ. (الانعام: ۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں' اس کے سوا (بذاتہٖ خود) انہیں کوئی نہیں جانتا۔

قیامت کا علم بھی انہی امور میں سے ہے' اللہ تعالیٰ نے وقوع قیامت کے علم کو مخفی رکھا' لیکن صاحب شرع کی زبان سے ان کی

علامتوں کوظاہر فرما دیا' مثلاً خروجِ دجال' نزولِ عیسیٰ اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' اسی طرح بعض اولیاء نے بھی الہام صحیح سے بارش ہونے کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اسی طرح ابوالعزم اصفہانی شیراز میں بیمار ہو گئے' انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے طرطوس میں موت کی دعا کی ہے' اگر بالفرض شیراز میں مرگیا تو مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دینا (یعنی ان کو یقین تھا کہ ان کی موت طرطوس میں آئے گی) وہ تندرست ہو گئے' اور بعد میں طرطوس میں ان کی وفات ہوئی اور میرے شیخ نے بیس سال پہلے اپنی موت کا وقت بتا دیا تھا اور وہ اپنے بتائے ہوئے وقت پر ہی فوت ہوئے تھے۔

(روح البیان ج ۷ ص ۱۰۵۔ ۱۰۳' مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ' کوئٹہ)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم ما کان و مایکون پر شیخ سلیم اللہ اور شیخ عثمانی نے جو اعتراضات کیے ہیں' وہ ان لوگوں کے پرانے اعتراضات ہیں اور ان کے جوابات تفسیر تبیان القرآن الجن: ۲۷۔۲۶ کی تفسیر میں مذکور ہیں اور ان شاء اللہ ان کا ذکر ''نعمۃ الباری'' میں بھی حسب مقام کیا جائے گا۔

شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کی شرح

یہ حدیث شرح صحیح مسلم :۱۔ ج ا ص ۲۷۱ پر مذکور ہے اور اس کی شرح ۳۲۹۔ ۲۷۷ صفحات پر محیط ہے اور اس کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

(۱) تمام علماء اور صالحین کے لیے رضی اللہ عنہ کہنے اور لکھنے کا جواز (۲) اللہ تعالیٰ' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام لکھنے کے آداب (۳) قضاء وقدر کے لغوی معنی کی تحقیق (۴) قضاء وقدر کے اصطلاحی معنی کی تحقیق (۵) تقدیر کی تعریف (۶) معتزلہ اور جبریہ کے نظریہ کا بطلان اور افعال کے خلق اور کسب کا بیان (۷) تقدیر کے متعلق اہل سنت اور اہل بدعت کے نظریات (۸) تقدیر کے متعلق قرآن مجید کی آیات (۹) انسان کے لیے آزادی عمل اور کسب اور اختیار کا بیان (۱۰) انسان کے کسب اور اختیار کے متعلق قرآن مجید کی آیات (۱۱) انسان کا امور ساویہ میں مجبور اور احکام شرعیہ میں مختار ہونا (۱۲) بعض کفار کے دلوں پر مہر لگا دینا' ان کے اختیار کے منافی نہیں ہے (۱۳) تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث (۱۴) تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کے متعلق مفسرین کی آراء (۱۵) تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کے متعلق محدثین کی آراء (۱۶) تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کے متعلق متکلمین کی آراء (۱۷) کفار اور بدعقیدہ لوگوں سے تعلقات رکھنے کی تحقیق (۱۸) کفار اور بدعقیدہ لوگوں سے محبت رکھنے اور دوستی رکھنے کی ممانعت کے متعلق قرآن مجید کی آیات (۱۹) کفار اور بدعقیدہ لوگوں سے محبت رکھنے اور دوستی رکھنے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار (۲۰) کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی معاملات اور نیکی کرنے پر احادیث سے استدلال (۲۱) کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ (۲۲) کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ (۲۳) کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ (۲۴) کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق علماء احناف کی آراء (۲۵) نداء یا محمد کا جواز اور بحث ونظر (۲۶) اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نداء یا محمد کے ساتھ خطاب کرنا (۲۷) انبیاء علیہم السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نداء اور خطاب کرنا (۲۸) ارکانِ اسلام میں جہاد کو نہ ذکر کرنے کی وجہ (۲۹) مرتبہ احسان کی تفصیل اور تحقیق (۳۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ حاصل ہونے کے متعلق علماء اسلام کی تصریحات (۳۱) اللہ تعالیٰ کی ذات میں علومِ خمسہ کے انحصار کی خصوصیت کا سبب (۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیامت کی دیگر علامات کو بیان فرمانے اور سن کو بیان نہ فرمانے کا سبب۔